كلمة المدير

سندھ اسمبلی کا کرمنل لاء پروٹیکشن مناریٹی بل

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم!

ماہ نومبر میں سندھ اسمبلی میں ایک ہندو رکن کی جانب سے پیش کردہ اقلیتوں کے تحفظ کا بل متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا تھا اور اسے کرمنل لاء پروٹیکشن مناریٹی بل کا نام دیا گیا تھا۔ بل کے مطابق ۱۸ سال سے کم عمر لڑکے اور لڑکی کے مذہب تبدیل کرنے پر پابندی لگائی گئی۔ فوجداری قانون کے تحت زبردستی مذہب تبدیل کرکے شادی کرنے کو جرم قرار دیا گیا۔ تبدیلی مذہب میں ملوث بالغ شخص کو سات سال قید اور سہولت کار کے لیے تین سے پانچ سال سزا تجویز کی گئی۔ نیز تجویز کیا گیا کہ بالغ شخص کو ۲۱ دن تک سیف ہاؤس میں رکھ کر مذاہب سے متعلق مواد فراہم کیا جائے اور چند روز مزید سوچنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

یہ بل ظاہر ہے کہ عیسائیت، قادیانیت یا ہندومت اختیار کرنے والوں کے خلاف نہیں لایا گیا بلکہ اسلام قبول کرنے والوں کے سدباب کے لیے لایا گیا۔ یہ شرمناک بل ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کی صوبائی اسمبلی میں پاس کیا گیا۔ مذکورہ بل کے پاس ہونے ے بعد مذہبی حلقوں میں اضطراب پیدا ہونا یقینی امر تھا، چناں چہ مذہبی جماعتوں کے پرزور احتجاج کے بعد حال ہی میں حکمران جماعت کے ایک رکن نے عندیہ دیا ہے کہ اس بل میں ترمیم کی جاسکتی ہے، یعنی اسے واپس تو نہیں لیا جائے گا، البتہ اس میں کچھ ایسی ترمیم کرلی جائے گی جس سے مذہبی طبقہ خوش ہوجائے۔ یادش بخیر!...... گذشتہ برس پنجاب اسمبلی نے بھی اسلامی نکتہ نگاہ کے برعکس ''تحفظ حقوق نسواں بل'' پاس کیا تھا۔ اس بل پر بھی کافی احتجاج ہوا، دفع الوقتی کے طور پر اسے پس پردہ ڈال دیا گیا لیکن واپس نہیں لیا گیا۔ ☆

صوبہ سندھ میں ہندوؤں کی قابل ذکر تعداد آباد ہے۔ وہ قیام پاکستان کے بعد سے آج تک سندھ میں محفوظ و مامون رہتے چلے آرہے ہیں۔ تقسیم ہند کے بعد انڈیا میں مسلمانوں کے خلاف درجنوں مرتبہ فسادات ہوئے اور مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی؛ لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ یہاں کے مسلمان پاکستان میں بسنے والے ہندوؤں کے خلاف لٹھ لے کر نکل پڑے ہوں۔ یہاں ہندوؤں کو اتنا ہی تحفظ حاصل ہے جتنا مسلمانوں کو حاصل ہے۔ گذشتہ پندرہ

برس سے پاکستان بدترین دہشت گردی کا شکار ہے؛ اس عرصے میں بھی ہندو بطور کمیونٹی کبھی دہشت گردی کا شکار نہیں ہوئے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو سندھ اسمبلی میں ہندو اقلیت کے تحفظ کا بل پاس کیا جانا حیرت ناک امر تھا۔

اصل معاملہ یہ ہے کہ ہندو دھرم اپنے فرسودہ رسم و رواج، ذات پات کے نظام اور مشرکانہ عقائد کے اعتبار سے ایک پیچیدہ مذہب ہے۔ اس مذہب کے پیروکار بھی اپنے رسوم و رواج پر یقین واعتماد نہیں رکھتے۔ پتھر اور مٹی کے بتوں کو پوجنا نری حماقت ہی تو ہے۔ آج جبکہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے باشعور افراد کو زیادہ دیر تک اندھیرے میں نہیں رکھا جا سکتا۔ حق شناس افراد جب اپنے فرسودہ عقائد کا اسلام کے آفاقی اور الہامی عقائد سے موازنہ کرتے ہیں تو ان پر اصل حقیقت منکشف ہوتی ہے۔ تب سعید لوگ اسلام قبول کرنے میں کسی ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہوتے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کو دین اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے سرکاری سطح پر دعوت دین کا شعبہ قائم کیا جاتا؛ اور نو مسلموں کی حکومتی سطح پر کفالت کی جاتی؛ مگر الٹا یہ ہو رہا ہے کہ قبول اسلام میں رکاوٹیں کھڑی کی جا رہی ہیں۔ یقیناً پچھلے کچھ عرصے سے سندھی ہندوؤں میں اسلام قبول کرنے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ اس میں بھی اکثریت ایسی ہے جس نے بغیر کسی ترغیب وتحریص کے اسلام قبول کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت حال بااثر ہندوؤں کو قبول نہیں ہو سکتی؛ اور یہی بات سندھ اسمبلی میں کرمنل لاء پروٹیکشن آف منارٹی بل لانے کا سبب بنی ہے۔

پاکستان کے دیگر صوبوں کی بنسبت سندھ اسمبلی کے پچھلے چند برسوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو صاف محسوس ہوگا کہ حکمران جماعت بہرصورت خود کو لبرل ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ سندھ میں مدارس کا معاملہ ہو، شراب پر پابندی کی بات ہو، اقلیتوں کے حقوق کا مسئلہ ہو، ثقافت ڈے ہو...... ہر معاملے میں اسلام سے کچھ اس طرح کنی کترا کر نکلنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام کا معمولی سایہ بھی ان پر نہ پڑ جائے۔ ہم اس صورت حال میں لبرل این جی اوز کے پس پردہ کردار کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ غیر ملکی فنڈنگ سے چلنے والی این جی اوز پاکستان میں تخریبی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ وہ معاشرے میں منفی تبدیلیوں کے لیے اراکین اسمبلی پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ اگرچہ مذہبی جماعتوں کے احتجاج کے باعث انہیں وقتی طور پر پسپا ہونا پڑتا ہے لیکن وہ اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے مسلسل مصروف رہتی ہیں۔

اس صورت حال سے ہمیں ایک سبق بھی ملتا ہے جس پر مذہبی جماعتوں کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ دیکھا جا رہا ہے کہ لبرل ازم کا پرچار کرنے والی این جی اوز معاشرتی سطح پر کام کے ساتھ ساتھ اب مقتدر افراد کو بھی اپنے اثر میں لے رہی ہیں تاکہ اپنے مطلب برآری میں وہ لوگ کام آسکیں۔ ۲۰۱۸ء کے الیکشن میں ابھی کافی وقت ہے، اس کے باوجود سیکولر طبقات ابھی سے اس کی تیاریوں میں فکرمند ہیں۔ ایسے میں وطن عزیز کی مذہبی جماعتوں کو بھی اپنی حکمت عملی پر غور کرنا چاہیے۔ ردعمل کے جلسہ جلوس اور احتجاجی تحریکات وقتی فائدہ تو دیتی ہیں، کسی مسئلے کا مستقل حل